

تقابل لٹلاش - تویت - انجل - اور قرآن کا عقاید قرآن مجید کی فضیلت کا ثبوت عیناً یونانی فصاحت کا اظہار میٹھی میٹھی سمجھو لڑاکا حرف

اوسکو پریشان کر دیتے ہیں۔ اوس کی مثال بالکل اس شعر کی مصداق ہوتی ہے۔

جگو کس کس کو دل میں ترو ہتوں سے آقا قاتل
سنا رہی کو۔ چہری کو۔ بانگ کو۔ خنجر کو سیکوں کو
انجام کے بعد رادو ہندگان کو کوئی کام سو تو کسی خاص ممبر
سے اپنا تعلق نہیں پاتے۔ کہ اوسکو اپنی تکلیف سنا س
ممبران کو یہ تکلیف ہوتی ہے۔ کہ ساری شہرت
رادو ہندگان سے ملنا اور کہنا پڑتا ہے۔ بعد انتخاب
جب ممبر بنتے ہیں۔ تو تمام شہر کے رادو ہندگان ان پر
اپنا استحقاق جتانے ہیں۔ کسی کی طرف توجہ نہ کریں
تو اونکی بدنامی ہوتی ہے۔ غرض وہی ہوتا ہے۔ جو
اتنے بڑے تعلق کی صورت میں ہوتا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر امرتسر کے الیکشن
کا انتظام ہی مثل لاہور۔ وغیرہ شہروں کے کر دیا
جاوے۔ کہ شہر کے چند حصے کے مجاویں۔ ہر حصے
میں اوس کے مطابق ممبر ہو سکیں۔ مثلاً آٹھ ممبر ہوتے
ہیں۔ تو شہر کے آٹھ حصے کر کے ہر ایک حصہ سے
ایک ممبر لیا جاوے جو امیدوار اوس حصے کی طرف سے
منتخب ہو۔ اوس حصے کا ممبر سمجھا جاوے۔ اس میں
رادو ہندگان کو بھی آسانی ہے۔ اور ممبران کی ذمہ
داریاں بھی وسیع نہیں ہونگی
مسطر گنگ جیسے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر سے امید
ہے۔ کہ اس خرابی کی طرف ہی توجہ کریں گے۔

اسی طرح امیدواروں اور رادو ہندوں
کی حیثیت کا قانون ہی قابل ترمیم و لائق اصلاح
ہے۔ جس کی بابت ہم نئے قانون رجو ابھی تک
شایع نہیں ہوئے (دیکھ کر مناسب عرض
کریں گے۔

میں نے
وٹوانے تویت و ہمدی آخر زمان (یہ بڑے مرزا
تلا یافتی کے علاوہ مولی بانی دہلوانی نے شہر سے کیا تھا
اور مدد گزری خان مشاغل ہو رہے ہیں۔ اگر اس مذہب
پر کسی صاحب نے کچھ لکھا ہو یا کسی صاحب کو معلوم ہو۔ تو
بذریعہ اخبار ابجدیث مطلع فرمادیں
(صوفی فریاد اخبار)

قادیانی مشن

خواجہ کمال الدین کی آمد پر قادیان میں سناٹا
مرزائی جماعت میں خواجہ کمال الدین صاحب ایک
خاص شخصیت رکھتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ قادیانی
جماعت اس بات کا فخر تیا کرتی تھی کہ ہمارے
لیکچرار جب تقریر کرتے ہیں۔ تو اونکی تقریریں
اندازتھانے کی طرف سے ایک خاص اثر ہوتی ہے۔
جو ہمارے سلسلہ کی سچائی کی دلیل ہے۔
ان لیکچرار میں جوئی کے لیکچرار خواجہ کمال الدین
ہتے۔ ہم نہیں مانتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب اچھے لیکچرار
ہیں۔ گو ہم اس بات کے قابل نہ ہتے نہ ہیں۔ کہ آپ
بے مثال ہیں۔

خواجہ صاحب کی لیکچراری سے بڑھکر ان کی وہ
خدمات ہیں۔ جو انہوں نے ولایت میں اشاعت
اسلام کے متعلق کی ہیں جسکا ہم کو بھی بحیثیت
پنجابی ہونے کے فخر کرنا چاہئے۔ مگر باوجود اس بے
مثال خدمت کے خواجہ صاحب عرصہ تین سال کے
مذہب لاہور آئے۔ اور آئے ہی اوسی روز آپ کا
لیکچر ہوا۔ جس وقت وہ لیکچر دے رہے تھے۔ قادیانی
پارٹی کی طرف سے جلسہ گاہ کے باہر ایک اشتہار تقسیم
ہو رہا تھا۔ جس کا مشہر مرزا صاحب کے اثر صحبت سے
الہامی ہے۔ آپ نے بہت سے اہامات لکھے ہیں۔ جو
خواجہ صاحب کے متعلق یہ لکھا ہے۔

ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ جماعت کے بہت
لوگ جمع ہیں۔ جن میں سے چند آدمی اس پر وہ
بے خبر دریافت کیا۔ یہ کون ہیں۔ جواب دیا۔ یہ حضرات
مسیح موعود پر ایمان نہیں رکھتے۔ جیسے خواجہ
صاحب کو سرے سے ہی حضرت صاحب پر
ایمان نہ تھا۔

مہنے سمجھا یہ اشتہار ایک شخصی رادو ہے قادیان کے دیار
خاندان کی آواز کو سنا چاہئے۔ بعد انتظار اخبار
الفضل آیا۔ تو خواجہ صاحب کے آئے یا اونکی خدمات
کا ذکر تک نہ پایا۔ ہاں ان کے ذکر نہ کرنے کی وجوہات
میں ایک مفصل مضمون ملا۔ جو بالاحصار درج

ذیل ہے۔
ہمارے تعلقات کس کے ساتھ ہوں؟ وہ کتاب
حکیم جو ہمارے زندگی کے لئے رہنما ہے۔ اور جو
ایسا نوز ہے۔ کہ جس کی روشنی میں ہم بے کھٹکے
منزل سچی کوٹے کر سکتے ہیں۔ اس میں ارشاد ہوتا
ہے۔ کہ لا تدرکن علی الزین ظلمی اذ تمسک
النار کے تم ظالموں کی طرف ذرا ہی اٹل نہ ہو
ورنہ تمہیں وہ آگ چھو جائے گی جس میں وہ
خود ڈبے ہیں۔ یعنی اگر تمہارے تعلقات ان
لوگوں کے ساتھ ہوں جن کے اعمال یا ایمان میں
کسی قسم کی کمی یا نقص ہے۔ تو ضرور
ہے۔ کہ ان تاثرات سے تم بھی متاثر ہو جاؤ
پرا انجام کے لحاظ سے تم ان مانج میں شامل
ہو گے جن کو ظالم خود گرفتار ہونے واسط میں
ہیں ہماری موکلت۔ مجاہدت و مواسست۔
وَالْمَنْ مِّنْهُمْ لَوْ كَانُوا يُفْقِدُونَ لِبَعْضٍ مِّنْهَا
انہی سے ہونی چاہئیں۔ جو صاحب ایمان ہوں
اور جو ایک دوسرے پر نیک اثر ڈالیں اور باہمی
ارتباط اور اتحاد سے روحانیات میں ترقی
کر سکیں۔ نہ ان لوگوں سے جن کی صحبت ایک
ذہر کا اثر کہتی ہے۔ اور جن سے ایک گھڑی
کا تعلق ہی بہت سالہ نیکیوں کو داغدار بنا
دے سکتا ہے۔ پس ہمارے بھائیوں کو چاہئے
کہ ہر وقت جو کس رہیں۔ اور اپنے گرد و
پیش کے حالات پر نظر ثانی کرتے رہیں۔ تا
ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے لئے کوئی مصیبت پہنچ
رہے ہوں۔ شیطان کے حملے کی رنگ میں
ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک
وہ حملہ ہے۔ جو نیکی کے لباس میں اور اپنا
بن کر ہو۔ ہمارے عبا و آدم پر یہی جو حملہ
ہوا وہ ہی اسی رنگ میں اسوار کہ بلبلیں ان کے
پاس خیر خواہی کا لباس پہن کر آیا اور قاسمھا
الی لکھا من الناصحین۔ اور کہا کہ اهل ادا کو
علی صالحت لا یبلی۔ کہ میں بچے ایسی ملکیت
سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو کہیں تباہ نہ ہو۔

حالانکہ جس بات کی طرف وہ نہیں لے جانا چاہتا تھا۔ وہ سراسر تباہی انگیز تھا۔ اللہ کے فضل سے دستگیری کی اور حضرت آدم اس خوفناک منصوبہ سے بچ گئے۔ شیطان کے حملے اچھی ختم نہیں ہوتے۔ کہ وہ لاحتکن ذمیتہ کہہ چکا ہے۔ پس ایک ہی اختیار ہے اور ایک ہی کاری جو یہ ہے۔ جو اس کے کسی واؤ کو چلنے نہیں دیتا۔ وہ کیا بے لاجول اور بوجہت سے بچنا۔ اور اپنے آپ کو کسی صادق کے قدموں میں ڈالنا۔ ہماری جماعت کے افراد کے لئے یہ تو بشارت کا مقام ہے۔ کہ ان کا تعلق ایک ایسے صادق سے ہے جو گنہگار اور نبوت کا تاج اپنے سر پر رکھتا ہے۔ پھر اس کی وفات کے بعد وہ بے پناہ نہیں بلکہ اپنے آپ کو ایک حصہ حصین میں رکھتے ہیں۔ لاجول کے پستوں سے ہر وقت انہیں سلج رہنا چاہئے اور عاؤں میں مشغول کہ یہی راہ ہے شیطان حملات سے بچنے کی۔ مردہ بدروح جو خدا سے دور ڈالنے والی ہے یا کسی صادق کے مقرر کردہ مرکز سے قطع تعلق کا مشورہ دینے والی اس سے دور رہو۔ اور اس کی قسموں اور غیر خواہانہ نرم باتوں میں نہ آؤ۔ کہ ان کی ذیالوں پر شہد ہے۔ مگر دلول میں نہ رہو۔ تم ان کی شکلیں دیکھتے ہی انہیں پہچان جاؤ اور جس قدر ہی جاہ ممکن ہو۔ ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کہ جس راہ پر وہ تمہیں چلانا چاہتے ہیں۔ وہ جہنم کو لے جانے والی ہے۔ تم اپنے آپ کو اس راہ پر ثابت قدم رکھو۔ جو تمہارے لئے خدا نے مسیح موعود کے وقت اور پھر اس کی وفات کے بعد معائنایاں کی۔ اور جیسر حل کر تم نے آج تک سکھ پایا کیونکہ انشا اللہ عیندہ ہی تمام آلاموں اور سکاہوں اور ماحول کی چھانٹا ہی ہے۔ کہ تمہارا تعلق کسی ایک خدا کے مقدر کردہ ہے۔ اور ہم مصیبت و ابتلاء کے وقت اس

کی حفظ میں اس طرح آسکو۔ جس طرح کہ مرغی کے پردوں کے بیچ بچے آجاتے ہیں۔ کیونکہ جو بھیڑیں ایک پر و اسے کی ضرورت نہ سمجھیں اور اپنے آپ کو ایک بنزہ زار میں پا کر باطل بے پرواہ ہو جاتیں۔ ضرور ہے۔ کہ وہ ناگاہ کسی وقت کسی بھیڑ کے گلے سے ہلاک ہوں جو شاخ اپنی موجودہ سرسبزی پر بھروسہ کو کے ایشندہ کسی جڑ سے اپنا تعلق نہ رکھے وہ آخر ایک روز خشک ہوگی۔ پس میرے بھائیو۔ میرے دوستو۔ میرے عزیزو۔ تم ہوشیار رہو۔ اور اپنے امور کی ہدایات پر کار بند ہو جاؤ۔ جو انتظام اور طریق عمل اس لئے تمہارے لئے پسند گیا۔ وہی بہتر ہے۔ اس کے مواجہہ جو تیز ہے۔ وہ بظاہر کیسی خوشنما نظر آئے۔ اسے کبھی اختیار نہ کرو۔ کہ اس میں تمہاری ہلاکت ہے۔ جن لوگوں سے اس لئے تمہیں قطع تعلق کئے گئے۔ ان سے قطع تعلق ہی رکھو۔ **والفضل** **محمد مہدی علیہ السلام** **ابراہیم**۔ اس مضمون کا صحت مطلب ہے۔ کہ خواجہ کمال الدین اور اونکی لاہوری پارٹی بلکہ جتنے لوگ ایسے ہیں۔ جنہوں نے خلیفہ ثانی قادیانی سے بیعت نہیں کی۔ وہ سب اس آیت میں داخل ہیں۔ جو ظالموں کے حق میں وارد ہے۔

لَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ اس کا جواب ہم کیا دے سکتے ہیں خواجہ صاحب اگر خلیفہ قادیانی سے بیعت نہ کرنے پر ظالم ہیں۔ تو ہم رسول قادیان کی علیحدگی سے اظلم۔ اس لئے ہمارا جواب کیا وقت رکھ سکتا ہے۔ مناسب ہے۔ کہ لاہوری پارٹی خود ہی جواب دے۔

تقابل غور رکھو کہ ہاں خواجہ صاحب اور اونکی جماعت کے ایک قابل غور نکتہ ہے۔ جو وہ رہ کر ہمارے قلم سے لکھتا ہے۔ جناب حضرت مسیح علیہ السلام کا قول انامیل میں منقول ہے۔ **دخضت اپنے پھل سے پہچانا جاتے ہے**۔ عربی مثال۔ **التمرة تبنى عن الشجرة**۔ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ مرزا صاحب اور مرزائی جماعت ہمیشہ

اس بات کا فخر کیا کرتی تھی۔ کہ ہمارے اثر محبت و جہالت ایسی صلح اور ایسی نیکدل ایسی ملام سے منور ہے۔ کہ طبقہ اول (مجاہد) کا نمونہ ہے۔ اسی لئے مرزا صاحب نے رسالہ خطبہ الہامیہ میں لکھا تھا۔ جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوگا۔ وہ مجاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہو جائیگا۔ رہبت خوب با مگر آج جو خواجہ صاحب اور اونکی پارٹی تھی نسبتاً ایسے ذرین موقع پر جس پر تمام اہل اسلام خواجہ صاحب کی خدمات پر نظر کر کے اذکو عزت سے ملے اور فخر سے یاد لیا۔ قادیانی پارٹی سے اس قسم کا سلوک جو مندرجہ بالا امتیازات سے پایا جاتا ہے۔ کہاں تک ان کی وسیع الظرفی اور اسلامی ہمدردی اور نور نبوت سے لہذا نیت کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ ایک نکتہ قابل غور ہے۔ حالانکہ وہ جماعت ہے جسکو مرزا صاحب سے بہت گہرا تعلق نہ صرف دعائی بلکہ جسمانی بھی ہے۔ کہ کیا مخالفین مرزا صاحب کو یہ کہنے کا حق ہے کہ وہ اس راہ پر بضد مقرر ہیں۔ کہ خود مرزا صاحب بھی کم و بیش اسی قسم کی وسیع الظرفی رکھتے تھے۔ **فاذہم و تدار**۔

خلافت حضرت علی اور آیت الفسنا

اس عنوان کے ذیل میں المحدثین مجرم ۴۔ دسمبر میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ شیو نے دعوائے کیا تھا۔ کہ قرآن مجید کی آیت مبائل میں اللہ تعالیٰ نے جناب مرتضیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس کہا ہے۔ اس لئے جناب مرتضیٰ خلیفہ بلا فصل ہیں۔

اس کے جواب میں فاضل اوطیل صاحب المحدثین نے آیات قرآنیہ کی شہادت سے کہا۔ کہ آیت مبائل میں النفس کے لفظ سے مراد قومی برادر ہیں۔ لیکن اوطیل صاحب شیو کی ان آیات سے تسلی نہیں ہوئی۔ وہ ان آیات کے بعد لغت عرب سے سننا لگے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر میں موجود ہیں عرب کے لغات اور ادب کے محاورات اور استعمالات کی کتابیں بہت کثرت سے دستیاب ہیں۔ مہربانی فرما کر کسی ایک کا حوالہ دیا ہوتا ہے۔

اجتہاد و تقلید۔ اس کتاب میں اجتہاد و تقلید پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ قادیانیوں پر بھی یہ بحث ہے۔

القرآن العظیم۔ قرآن مجید کے الہامی اور نہ کا شہوت میت اربنہ

شیخ سعیدی مرحوم کے قول سے
ہم کہیں کہ بقرآن و خبر زو نہ ہی
آننت جو ابش کہ جو ابش نہ دی
کے مطابق تو مناسب تھا کہ ہم خاموش رہتے۔ لیکن
اس خیال سے کہ تقاضا براد سے نبوت میں زیادہ قوت
ہو جاتی ہے۔ ہم محض ان کا تعنت رقع کر کے کئے
کتب لغت کے حوالہ سے ہی ثابت کرتے ہیں۔ کہ اللغز
نفس کے معنی آخ دیوار اور یہی سمجھے ہیں۔
نون مناظرہ میں اعتق استہکتے ہیں۔ کہ خصم کافی
دلیل کے ہوتے اس پر نفس کر کے بغیر دوسری دلیل کا
مطالبہ کرے۔

قرآن کی آیات کے ہوتے اور دیگر کتب کی شہادت
کی ضرورت شاید اس لئے سوچی ہوگی کہ یہ قرآن مجید
پوجہ اس قرآن سے مختلف ہونے کے جو غار میں
امام غائب کے پاس ہے۔ قابل احتجاج نہیں ہے۔ جہاں
اللہ۔ اسی کنیڈے کے لوگوں کی نسبت فرمایا ہے۔
قبای حدیث اولی اللہ وایا نہ یومنون
قرآن مجید عربی لٹریچر میں حقیقت بے نظیر کتاب ہے
خالص عربیوں میں سے کسی بڑے سے بڑے موافق
و بلینغ سے بھی اس کی مثل نہ بن سکی۔ اس کی عبادت کی
حقیقت۔ اس کے الفاظ کی نشست۔ اس کے کلمات
کی موزونگی۔ اس کے معانی کی باریکی و بلندی۔ اس کے
مجاورت کی زبان زدگی۔ غرض جملہ اوصاف نے جو علم
ادب میں ضروری ہیں۔ بخالفین کی زبان ہندی کر کے
ان کو سکے کے عالم میں کر دیا۔ اور حیرت کے دیا میں
ٹپو دیا۔ لیکن انہوں نے اس سے استناد و استہاد وغیر
کافی جانا گیا۔ تو ایسے شخص کے نزدیک جو زبان سے
اس کے کلام اللہ ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور متقی
ہونے کا دم ہوتا ہے۔

گر سلماتی ہمینست کہ شیخ فاروق
و اسے گریس امروز شود فردا
جی تو یہ چاہتا ہے کہ آپ کو اور فاضل اڈیٹر ابجدیث
پر دو صاحبان کو بتا دے۔ یا دھلی میں بلا کر لغت
عرب کا وہ صفحہ آنکھ سے دکھاؤں۔ جس پر نفس کے
معنی آخ دیوار لکھے ہیں۔ تاکہ آپ یہ عند ذکر کریں

کہ یہ کتاب ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ نیز حضرت
مولانا آپ سے ملاقات کر کے مسئلہ خلافت کے متعلق
بھی ایک فیصلہ کن گفتگو کر لیں جس کیلئے انکو دلوں
سے امان ہے۔ لیکن شاید آپ ہماری دعوت کے
قبول کر کے بھاگنا رکروں گے۔ اس لئے دم نقد
لغت کا حوالہ نقل کئے دیتے ہیں
دیکھئے جناب! اور خوب غور سے تاکہ صاف
کر کے دیکھئے۔ لسان العرب مطبوعہ مصر جلد ہشتم
حرف سین فصل اللغز بذیل ما وہ نفس ص ۹۹
۱۵ میں لکھا ہے۔ وَالنَّفْسُ الْأَخْرَجُ۔ پھر ص ۲۰
میں لکھا ہے۔ واما النفس فمخارج فتاھلک
قولہ سبحانہ فاذا دخلت بیوتنا فسلوا علی
النفسک انتھلی

كَادُجَمُ الْبَصَرِ هَلْ تَرَى مِنْ كُطُوبٍ مُشْتَرَّةٍ
أُرْجِعُ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ
خَائِبًا وَرُجُومًا
میں ہوں وہی
خالسار سا بکوٹی

میاں انصاریت کی تشریح کی حالت

قابل توجہ
ملازمہ و عقیدتمندان میاں انصاریت علیہ
ہائے وہ جام حنات و کمالات و برکات جس نے
خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اعزاز
کو چھوڑا۔ وطن چھوڑا۔ ہرام چھوڑا۔ دنیا سے دل سے
موتہ موڑا۔ مناصب جلیبہ پر خاک ڈالی۔ ہائے وہ
خرشتہ شمال ستودہ خصال جو عمر بہ قرآن مجید
کا دار و شیدا لی اور حدیث شریفہ کا شیفتہ
وفدائی بنا رہا۔ اور ہائے وہ تقدس آبا۔ اخلاق کا
پتلا۔ جس نے مدت المرقرآن و حدیث کی خدمت میں
ابنائق۔ اپنا من۔ اپنا دامن مردن کیا ہو۔ ہائے وہ
برگرمیہ بزرگ جس نے قرآن و حدیث کا درس
قریب انہی سال کے دے دیکر ہزاروں عالمان
حدیث بنا چھوڑے۔ اور ہائے وہ بخاری زمان

اور بہت ہی دوران جس کی زبان پر مدت المرقرآن
پر گھڑی۔ ہر لحظہ۔ اور ہر آن قال اللہ اور قال
المصول کے سوا اور کچھ نہ رہتا تھا اور ہائے وہ خلا
کا سچا عاشق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاہنے
والا حبیب حدیث مدرسہ مصر۔ زنجبار۔ حبش۔ بحر افس
تونس۔ الجزائر۔ مجاز۔ عراق۔ عجم۔ شام۔ روم
چین۔ تبت۔ بخارا۔ بلخ۔ سمرقند۔ کاشغر۔
ہمال۔ پنجاب۔ ہماک متحدہ۔ بہار۔ بنگال۔ برہما
دکن۔ بمبئی۔ وغیرہ کے طالبان حدیث و قرآن
کا مرجع بنا ہوا تھا۔ اور جس مدرسہ کی شہرت کا یہ
حال تھا۔ کہ

آوازہ جس کے فیض کا تا شام و روم
یہ ادس شہ علوم کا دارالعلوم کا ہے
مگر افسوس صد افسوس۔ ہزار افسوس یہاں صاحب کے
لہذا اس مدرسہ کی جو حالت ہو گئی۔ وہ ناگفت بہ ہے
اور جس کی اچڑھی حالت کے اظہار کی مجھے طاقت
نہیں اور نہ ضرورت۔ عیاں ناچہ بیان ہے
نہ وہ نالوں کی شورش ہے نہ وہ آہوں کی دہلی
ہوا کیا درد کو پیاری گلی کیوں آج سونی ہے
مجھ پر کوئی خفا ہو۔ تو ہوے۔ اور مجھ کو کوئی برا کہے
تو خوب دل کھول کے کہے۔ مگر میں یہ عرض کئے
بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ میاں صاحب کے شاگردوں
نے میاں صاحب کا حق استاد ہی جیسا کہ چاہئے
ادا کیا۔ اور میاں صاحب نے جس پودے کو اپنے
دل و جگر کے خون سے عمر بھر سینچا تھا۔ اس کو
انہوں نے کہی پانی تک نہ دیا۔ اور انہی بلا سے
خواہ وہ پھلے پھولے یا مر جائے۔ یا جل جا دے۔
اگر میاں صاحب کی مزار پر کوئی جائے۔ اور کان لگا
کرتے۔ تو یہی آواز آئے گی۔ کہ
ایسی امید نہ تھی آج سے اے جان جہاں۔
دیکھ نام کو پوچھا نہ کہی میرے پور
میاں صاحب کے شاگردان باا واسطہ بابا لیا واسطہ
کو اب جائز نہ ہونا چاہئے۔ کہ وہ مدرسہ کی ادا سے
خواہ رقتی ہو یا علمی، ایک منٹ کے لئے بھی تامل
اور تساہل سے کام لیں۔ کیونکہ مدرسہ زبان حال سے

کہہ رہے ہیں کہ ہم نے مانا کہ توفیق نہ کر و گے لیکن خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہوئے تک اس وقت مرث ہندوستان میں میاں صاحب کے شاگردوں کی تعداد لاتعداد تھی جس میں سینکڑوں ایسے ہیں جو تہذیبی بہت مانی ادا کر سکتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جن سے علمی امداد ہم پہنچ سکتی ہے۔ لہذا جو مالی امداد دینا چاہیں۔ وہ مالی امدادیں اور جو علمی امدادیں وہ علمی امداد دیں۔ تاکہ میاں صاحب کا لگایا ہوا پورا جو مر جھانے والا ہے۔ پھر پہلے پچھلے اور جس سے میاں صاحب کی روح خوش ہو ہم سے حق استادی ادا ہو۔ اور خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں جس کی صورت یہ ہے۔ کہ مولانا حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری جو خوش قسمتی سے آج کل دہلی میں درس دیتے ہیں انکو مسدود میں بنایا جاوے۔ اور دیگر اہل علم ہی اس مدرسہ میں رکھے جاویں۔ اور یہ مدرسہ از انتظام المحدثہ کالفرنس کر دیا جاوے۔ اور کالفرنس کی طرف سے مولانا سید عبدالسلام صاحب بنیرہ حضرت میاں صاحب مرحوم مہتمم مدرسہ بنا۔ کے جاویں۔ امید ہے اہل مسلم اس تحریک کے متعلق تائیدی مضمون بھیجیں گے تاکہ یہ مدرسہ المحدثہ کی ضروریات کا پورا کفیل ہو سکے۔ ہزار آفرین ہے مولوی ابوالحسن عبدالرحمن صاحب پٹانوی پر جو اپنے پیارے استاد میاں صاحب کے مدرسہ کی خدمت اشک کے چلے جا رہے ہیں۔ یہ دستاویز کی تمنا صلہ کی خواہش دیکھ کر ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت ٹالے۔ مدرسہ زیر بحث کی شاخیں حسب ذیل قرار دی جاتی ہیں۔

(۱) مدرسہ حدیث و تفسیر آباد مولانا حافظ عبد المنان صاحب
(۲) مدرسہ حدیث بنارس مولوی محمد ابوالقاسم صاحب
(۳) مدرسہ حدیث آرد مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم کی اور جو عالم ان سب سے تیار ہوں۔ مدرسہ المحدثہ کالفرنس کے سفر یا مشنری مقرر کے جائیں اگر میری اس تجویز سے میاں صاحب کے تلامذہ

عقیدت محمدان اور ناظرین و سامعین اخبار المحدثہ متفق ہوں۔ تو میں اس فنڈ میں ماہانہ دھن گڈا کر دینگا۔ اور المحدثہ کالفرنس فنڈ میں ہی دھن ماہانہ چندہ دیا کرونگا۔ اور ان سب سے یہی محکو قوی امید ہے۔ کہ وہ مجھ سے حقیقی طور پر اتفاق کریں گے۔ یعنی "تعاہی فنڈ" اور المحدثہ کالفرنس فنڈ میں تھوڑا بہت جتنا ہو سکتا۔ ماہانہ چندہ دینے کا اعلان بقید رقم اخبار المحدثہ میں فرمائیں گے۔ ان ماہ ماہ چندہ مولانا مولوی ابوالوفائتھار اللہ صاحب کے پاس بھیج دیا کریں گے تاکہ مولوی صاحب ممدوح حسب صواب و یدہ مدارس مانوق کے امداد اور اخراجات میں رقم مجتمعہ صرفت کر سکیں۔

لے صاحبو قوم کی خبر او
قطروں کا سا اتفاق کر لو
قطر ہی سے ہو گی نہ جاری
چل نکالیں گی کشتیاں تمہاری
دراقم اجازت عبد الحمید اناموی از حیدرآباد کن
ادیٹر۔ آپکی یہ تجویز اس قابل نہیں کہ
اسرا نکار و اقرا سے بحث ہو۔ بلکہ اس قابل
ہے کہ آج سے بہت دن پہلے پاس کی گئی
ہوتی۔ لیکن جو وقت کسی کام کے لئے اللہ
کے علم میں ہوتا ہے۔ اسی وقت وہ کام ہوتا
ہے۔ مجلس شوریہ کالفرنس میں بہت دفعہ
یہ سوال پیش ہوا ہے۔ کہ المحدثہ کا کوئی
ایسا مدرسہ نہیں جہاں ایکی ضرورت کو مطابق
پوری درسی کتابوں کی تعلیم دی جاتی ہو۔ اس کو
دہلی کے متفرق مدارس کو ایک کر دیا جائے
اس تحریک کی جہاں تک میرا علم ہے۔ مولانا سید
عبدالسلام صاحب نے میرے ساتھ خاص
علحدگی میں زور سے تائید فرمائی۔ یہ کہا
کہ میاں صاحب مرحوم کا مدرسہ سب جماعت
کلمتے۔ اسی کو کیوں ترقی نہ دی جائے۔
میرے خیال میں اس وقت المحدثہ کے
پاس اتنا سرمایہ ہے۔ کہ اگر اس کو یکجا کیا جائے

توغرت سے لیسہ ہو سکتی ہے۔ باغیان کالفرنس کے دل و دماغ میں جو منصوبے ہیں۔ اولن کو پیشتر کسی ایک دفعہ ظاہر کر چکا ہوں۔ جب ہم رضا کار اور بھائی ابراہیم، لیسر کر دینی مولانا عبدالعزیز مدظلہ بطور وفد نکلتے تھے۔ تو بڑے بڑے منصوبے کا نپٹے جاتے تھے۔ اگر ان کو ظاہر کیا جاوے۔ تو خطرہ ہے۔ بدنگان لوگ انکو شیخ جلی کی بڑا کہیں گے۔ لیکن جن لوگوں کو اوسی وفد کا کس مہرہ میں لیزر بانی مجسم محبت مولوی محمد حسین صاحب و حافظ محمد حسین صاحب سوڈان گران کو لے زینت محل دہلی آئے اور وہاں کے کمرے میں پہلا جلسہ بغرض سٹائے وغرض کالفرنس کے منعقد ہونا یاد ہوگا۔ اوس کے بعد کالفرنس کی رہنمائی اور آوازہ قبولیت ان کے کانوں میں پہنچا ہوگا۔ وہ ان خیالات کو شیخ جلی کی بڑا نہیں جانتیں گے۔ بلکہ یہ کہیں گے۔

اگر چہ قطب جگہ سے ملے تو مل جائے
ہمارا باد کی ٹھوک سے گو پھیل جائے
اگر چہ بحر بھی جگنو کی دم سے جلا جائے
اور آفتاب بھی قبل از عروج ڈھل جائے
کبھی نہ صاحب ہمت کا حوصلہ ٹوٹے
کبھی نہ بھولے سے اپنی جہیں پہل آئے
ہاں اب تو خدا کے فضل سے المحدثہ کالفرنس ہندوستان کی مغز باد وقت مجالس اور اجتماعوں سے ہے۔ تو پھر کیونکر نہ ہم ان منصوبوں کے پورا ہونے کی توقع رکھیں ناظرین منتظر ہوئے۔ کہ وہ منصوبے کیا ہیں اس لئے میں انکو زیادہ بے تاب کرنا نہیں چاہتا وہ منصوبے ایسے نہیں ہیں۔ جن کو منصوبہ کہتا جاتے۔ بلکہ وہ ایسے ہیں۔ کہ ان کو کالفرنس کا نصب العین کہنا سجا ہے۔ وہ منصوبہ یہ ہے۔ کہ جماعت المحدثہ کا ایک آٹا بڑا مدرسہ دہلی میں ہو۔ جس میں تمام ضروریات پوری ہوں۔ ہر قسم کے علوم کی باقاعدہ تعلیم ہو

مدرسہ ویدہ - تختی محمد رحیم صاحب کی ادارہ تصنیف جس میں دراصل کے اخبارات کی ہر کثرت ہے

علماء و اعلیٰ۔ مناظرین۔ اور مصنفین پیدا ہوں۔ اس مدرسہ کی ایک عالیشان عمارت اپنی عمارت ہو جس میں کتب خانہ بھی اتنا بڑا ہو۔ نہ ہر قسم کی کتابیں اس میں ہوں۔ اور اسی میں ایک دارالاصناف ہو۔ اسی میں مجلس شوریٰ ہو۔ اسی میں جلسے ہو کریں۔ اسی میں دارالمنظر ہو۔ اسی میں مطبع ہو۔ اسی میں دارالافتاء ہو۔ مدرسین کو معقول مشاہرہ ملے۔ طلباء کو کافی دینی

اس کے لئے سر دست پچاس ہزار روپیہ کا اندازہ کیا گیا ہے۔ جس کی باجٹ بیلے ایک دفعہ اہلحدیث میں اعلان ہوا تھا۔ کہ موصوفیوں سے وفد تخلیقا۔ اشارتاً۔ لیکن جنگ کی وجہ سے تمام منصوبے رگ گئے۔ مگر میں نے نہیں۔ ہم ہی باقی دنیا کے ساتھ ہیں۔ جہاں اور انجمنوں جتنے کہ سلطنت کے ہی بہت سے کام اسی جنگ کی وجہ سے بند ہیں۔ ہمارا ہی مہی۔ کیونکہ ہم سب ایک جہاں پر سوار ہیں۔ یہی معنی ہے ہمارے ہاں ہاں دور رخ ہمارے ہاں ہمیشہ میں مطلب سے ہمت دور چلا گیا۔ میری عرض یہ تھی کہ ہر ذی عینہ حمید صاحب نے جو جو ایک بیٹا کی ہے۔ اس کا نقشہ ناظرین کو بنا کر درخواست کروں۔ کہ اس کے متعلق اپنی اپنی رائے سے مضمون فرمادیں۔ حضرات علماء۔ و روسا۔ و دیگر ذی راد صاحبان کا خصوصیت سے انتظار ہے تاکہ آئندہ سالانہ جلسہ پر اس کی کوئی صورت پیدا کی جاسکے

سفر رنگون

ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ صاحب سے گفتگو۔ سلسلہ کے لئے دیکھو اہلحدیث مجریہ۔ یہ سیر سلسلہ لطیف ہے۔ اس سلسلہ میں آگے صرف ایک سیر ہے۔ اہلحدیث میں شایع ہوئی ہے۔ اور ابھی بہت باقی ہے جب یہ مضمون سابق مینے رنگون سے دفتر اہلحدیث میں پہنچا۔

جو آریٹن کے واقعات سے رنگون اور گلہ کے درمیان سلسلہ خط و کتابت اور آمد و رفت کا بند کر دیا۔ یہ بندش قریباً تین ہفتے رہی۔ معاصرے تا برقی کے پیغام کی کوئی صورت نہ تھی۔ اس لئے اگلا مضمون بی بی بی بی بی کو بندش کھل گئی۔ اور خدا خدا کر کے کرشنا جہاز روانہ ہوا۔ اس روز خدا کسار کو بخارا تھا۔ اور رات نہایت احتساب میں گذاری تھی۔ دست آور دوائی پی تھی۔ گورنمنٹی کو جی چاہتا تھا۔ لیکن روانہ نہ ہو سکا۔ اس کے بعد اصرار کر کے دوستوں کو منوالیا۔ اور انہوں نے بادل ناخبر۔ تب مجھے ہر اکٹوبر کے جہان لنگا میں روانہ کر دیا۔ ۱۶۔ اکٹوبر کو گھر میں پہنچا اور مولانا شہر اسلام کی دعا کے اثر سے گھر میں اب تک جیسے دن گذارے ہیں۔ وہ مولانا صاحب کو یہی خوب معلوم ہے کہ خود آنکھ کو ہی عیاں دیتا کے لئے سیا فکون میں تشریف لانا پڑا

خیر۔ تعالیٰ کی باتیں ہیں۔ صل لطیف غیبی یہ ہے کہ گھر پر پہنچ کر ہی بیماری کی وجہ سے سفر رنگون کا سلسلہ مکمل نہ کر سکا۔ اگرچہ کئی ایک شائقین نے اس کی نسبت شوق ہی ظاہر کیا۔ اب خیریت کے بعد ہر دو مہر کے اہلحدیث میں ہر مہر کے اہلحدیث کا وہ دور تھا جیسا کہ سفر رنگون کا مضمون تھا۔ پٹنہ ہوا۔ پٹنہ چلانی سے کہا۔ کہ دیگر مضمون تو میں نے ہی تک بھیجا نہیں کیا مولوی صاحب نے اسی مضمون کو دو ہر ناظرین کو تصدیق کر کے چکھانا چاہا ہے۔ لیکن غور سے دیکھا۔ تو وہ ہی ہر مہر کے پرچہ کا دور تھا۔ اب سوچ میں پڑا۔ کہ آیا یہ دو ورقہ مسلسل لکھنے والے ذہنی کی غلطی سے رکھا گیا۔ یا مولوی صاحب نے میری تذکیر دیا وہ ہاں ہی کے لئے عمدہ رکھوایا۔ بہر حال اس کی کچھ وجہ ہو۔ مجھے تذکیر کا قایدہ ہوا۔ کہ ہر مہر میں مبارک بندہ ایسے بھلا کرے کہ میں اپنے اور دوسروں کے واقعات کو نظر عبرت سے دیکھوں۔ و کایتن وقت آیتہ فی السموات و الارض یمسرت علیہا و کھتر عنہا معز ضویا د یوسف پٹنہ یعنی زمین و آسمان میں بہت سے نشانات جن کے پاس سے یہ لوگ گذرتے ہیں۔ لیکن ایسے حال میں کہ روگردان رہے پرواہ ہوتے ہیں؟

آج ۱۶۔ دسمبر کو خدا تعالیٰ کا نام لیکر اس مضمون

سے آگے شروع کرنا ہوں۔ و ما توفیقی الا باللہ مسئلہ تنازع

حرمت خود کشی کے متعلق میری تقریر کو سنکر مدرسہ اسلامیاتی گریجویٹ نے بہت خوشی ظاہر کی اور بلا چون چلا آئے تسلیم کر لیا۔ اور قرآن شریف کے حسن بیان اور حسن تسلیم کی داد دینے لگے۔ اس کے بعد لکھنے لگے۔ کہ اچھا میں آپ سے چند مذہبی سوال حل کرنا چاہتا ہوں! امید ہے کہ آپ نہایت خوبی سے انکو حل کریں گے۔ اور میری تسلی کر دیں گے۔

خاکسار جو کچھ مجھے یاد ہے۔ اس سے حتی الوسع کوشش کروں گا۔ کہ وہ مشکلات حل ہو جائیں۔ امید ہے کہ آپ بھی اُسے معقول بنا کر قبول فرمائیں گے۔ صدر اسی صاحب۔ آپ لوگ (مسلمان) تنازع ارواح کو جانتے ہیں یا نہیں۔ خاکسار نہیں۔

صدر اسی صاحب۔ خدا عادل ہے۔ حرم بھی ہے حکیم بھی ہے۔ اس کا ہر فعل باہمت اور مہربانی برصالحات ہوتا ہے۔ دنیا میں لوگوں کی حالتیں۔ رنج و راحت۔ ہسانی و تنگی۔ تندرستی و بیماری حکومت و راجتی۔ اختیار و لاچارگی دولت و تنگدستی و ناواری میں مختلف ہیں۔ اس اختلاف کی بنا کسی سبب پر ہے۔ یا خدا تعالیٰ کا جبری حکم ہے جسے جیسا چاہا بنا دیا۔ حالانکہ اگر سبب کے ہونا۔ تو ہر ایک کے مساوی ہوتے۔ اگر اس میں اختلاف و امتیاز کا سبب لوگوں کے پہلے جنم کے گناہ ہیں تو خدا تعالیٰ کے عمل درجہ میں فرق آئے گا۔ اور اس کا فعل مہربانی برحمت نہیں ہوگا۔ لہذا تنازع کو ماننا پڑے گا۔ کہ خدا تعالیٰ جسے جس حالت میں رکھا ہے وہ اسکی اپنی کمائی کا نتیجہ ہے۔ خدا تعالیٰ عادل ہے۔ اس نے ہم کو چھوڑ کر جس سے کسی کی حالت تنگی و ترشی اور رنج و عیب میں نہیں کر دی۔

خاکسار۔ بیشک یہ سوال بہت مشکل ہے۔ اور اس نے دنیا کے فلاسفوں کی عقل کو قدیم سے بچھڑنے وال رکھا ہے۔ لیکن کس نہایت کہ منزل کے مقصود کجا ست اینقدر سست کہ با تگ جو سے سے آئی بغیر ادنیٰ ربانی کی ہدایت کے اس میں کسی نے بھی راہ

منظر نگینہ - شہزادہ موروث - شازادہ جو گیند میں آریں سے ہوا تھا

صواب کو نہ پایا۔ اور سب اور آدمی ہر طرف سے مارے
 رہے۔ میرا علم گونا گویا ہے۔ مگر خدا کے فضل سے مسئلہ
 ایسے سہل طریق پر بیان کر دینا کہ فلسفیوں کی جہنمیں ہی
 کھل جائیں گی۔ اور آپ کو بھی سمجھ آجائیگی۔ اگر میں کسی
 خاص مذہب (مراد مذہب اسلام) کے دلائل مذہبی
 حیثیت سے بیان کروں۔ تو شاید آپ کو یہ وہم گزرے کہ
 میں اس مذہب کی حمایت کے لئے ایسا کہتا ہوں۔ یا اگر
 کسی خاص مذہب (مراد ہندو مذہب) کے دلائل پر تکیہ
 کر کے ان کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کروں۔ تو شاید
 آپ یہ خیال کریں کہ چونکہ میں اس مذہب کا قائل نہیں ہوں
 اس لئے اس کے سبب دلائل کو بطل جانتا ہوں۔ سو آپ کو
 ان ادب سے دور رکھنے کے لئے میں ایسے دلائل بیان کروں گا
 جن کی بنا ان امور پر جو جن کو جملہ مذاہب تسلیم کرتے ہیں یا
 روئے عقل سلیم سب مذاہب کو تسلیم کرنے چاہئیں۔ خواہ کوئی
 مذہب انہیں حق جانتا ہو۔ اور دوسرا بطل۔ تاکہ ہم فرقہ
 بندی کی کشمکشوں سے نجات پا کر ایک مرکز پر آسکیں
 اور تعلیمی سرمدی سے الگ رہ کر مقام تحقیق پر قائم ہو سکیں
 اور لفظ اللہ آریا کا لاشعرا کھائی۔ چیزوں کی
 اصل اہمیت کو معلوم کر کے اپنے امتقادات و مسلمات کی بنا
 دلائل و برہان پر رکھ سکیں۔

دنیا میں خدا بتائے لے لوگوں کی حالتوں میں جو اختلافات
 و امتیاز کر رکھا ہے۔ اس کا اصلی سبب بتانے سے بیشتر
 خدا بتائے کی ان تین صفات کے متعلق کوہ بیان کرتا
 ہوں۔ جو آپ نے سوال میں بیان کی ہیں۔ امید ہے کہ
 ان کے کلیتاً سمجھ میں جانے سے یہ مسائل صاف ہو جائیں گے
 اور جس نے اس مسئلہ میں غلطی کھائی۔ اسی لئے کھائی کہ وہ
 خدا بتائے کے عدل و رحم اور حکمت کے حدود کو ملحوظ نہیں
 رکھ سکا۔ گو یہ جس طرح تین صفات اس سوال کی بنا رہیں
 اسی طرح اس کے جواب کی بھی بنا ہیں۔

عدل کہتے ہیں کسی حق دار کو حق و وہی بغیر کم و کاست
 کے دینا۔

اور رحم کہتے ہیں کسی کے حال پر ترس کھانے کو۔
 اور حکمت کہتے ہیں کسی فعل کو مقصدنا کے مصلحت
 سے کرنے کو۔

سو ہر انسان اپنی مخلوقیت کا اقرار کرنے کے بعد

خیال کر سکتا ہے۔ کہ اپنے وجود و قیام میں اپنے آرام
 کی صورتیں ہیں خدا بتائے سے اپنی مرضی کے مطابق
 اسحقا طلب کر سکتا ہوں۔ یا میرا فیصلہ محض اس کے
 رحمت کے سپرد ہے۔

لانی حیات آتی فصلاے حلی چلے
 اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

جب یہ بات چہی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ کہ ہم اپنی ہستی
 و بقا میں خدا بتائے کے ارادے کے ماتحت ہیں۔ جو بآ خدا
 تلے کو نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم کو زندہ رکھ۔ اور نہ اپنے وجود
 کے وقت اس کوئی حکم چلایا ہوتا۔ کہ ہمیں موجود کر۔ تو اس بقا
 و زندگی کی اس سائنس کو سطح استحقاق طلب کر سکتے ہیں۔
 کیونکہ ہوانا کا مرتبہ بقا و بقا پر موقوف ہے۔ اور بقا کا درجہ
 وجود کی فرع ہے جب ہمارا پیدا کرنا اس پر واجب نہیں۔ اور
 نہ ہمارا زندہ رکھنا اس پر لازم تو زندگی کی چیزیں ہماری
 من ہائی مراد کے موافق دینی کب لازم ہیں۔ لہذا صاف
 روشن ہے۔ کہ اس ذات سرمدی سے جو کچھ بھی حاصل
 ہوا۔ اور جو کچھ ہوگا محض اس کے فضل و کرم سے ہوا۔ اور
 ہوگا۔ ہم کو ان اور ہمارا استحقاق کیا۔ سب کچھ اسی کی عطا
 ہے۔

صلہ راہی حقا۔ اس میں مشک نہیں۔ کہ جس صورت میں
 ہماری ہستی خدا بتائے کے ارادے کے ماتحت ہے۔ تو ہم
 خدا بتائے پر کوئی استحقاق نہیں رکھ سکتے۔

خدا کا سبب۔ تو اس بظنون صاف ہے۔ احمد لکھنوی
 کی وہ ظہن جس نے ان کو حیران کر رکھا تھا۔ ایک ایسے نکتہ
 میں کھل گئی۔ اب فرماتے ہیں ہمارا استحقاق ہی کوئی نہیں
 تو اس ذوالجلال سے کون سے عدل کی خواہش کریں۔ گو کہ
 عدل کی بنا اس بات پر ہے کہ مقابلہ میں کسی کا حق
 ثابت ہو۔ جب خدا بتائے پر ہمارا کوئی حق ہی نہیں۔ تو
 معلوم ہوا کہ خدا بتائے ذوالجلال کی نسبت عدل و ظلم
 کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جو کچھ کہے۔ وہ سب
 اس کے فضل و کرم اور اس کی رحمت و ربوبیت کے
 تقاضے سے ہے۔

اس امر کے لئے میرے پاس وہ دلائل ہی ہیں لیکن وہ
 باریک ہیں۔ ان کا سمجھنا علم تصوف کی جامعیت پر موقوف
 ہے۔ اس لئے اسی سادہ اور سہل دلیل پر اکتفا کرتا

ہوں۔

رحم کے متعلق میں کچھ اور بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس
 رحیم و کریم خدا بتائے کی رحمت کا تصور اسی رنگ میں ہونا
 چاہئے۔ جو اسے خود منظور ہو۔ نہ کہ جیسا ہم قرار دینے لگیں
 جب تقریر باللسانے ثابت ہو گیا۔ کہ خدا بتائے پر ہمارا کوئی
 استحقاق نہیں ہے۔ تو پھر جو با کسی خاص صورت
 رحمت پر اصرار کرنا محض تکبر ہے۔

صلہ راہی صاحب۔ بیشک یہ درست ہے۔ کہ منعم
 نعمت جس طرح چاہے۔ اللہ کو کسی کوئی دوسرا اور سکو
 کسی خاص صورت اللہ پر مجبور نہیں کر سکتا۔

خدا کا سبب پس جب یہ ہی معلوم ہو گیا۔ کہ خدا بتائے
 کی رحمت اس کے اپنے اختیار میں ہے۔ اور کسی دوسرے
 کو اس میں کچھ بھی دخل نہیں۔ تو اس معلوم کریں۔ کہ اس
 کا رخا نہ عالم میں کوئی بھی جاندار ایسا نہیں۔ جسے اس کے
 انعامات مخصوصہ سے پرہیز لازم ہو۔ کہ وہ اپنی جگہ۔
 آپ موزب و کفر دنیا بیا سمجھتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر
 اللہ خلعت ہستی کا عطا کرنا اور اس کے بعد بقا کی منزل
 کو پورا کرنا ہے۔ جسے دوسرے لفظوں میں ایک دست
 سقر تک زندہ رکھنا کہتے ہیں۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف
 در پخت ہے۔ تو عارضی ہے۔ اور نسبت انعامات فاضلہ
 کے کمتر۔ اسی معنی میں قرآن کریم میں لکھا گیا ہے۔
 عَذَابٌ لِّیْ اَصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَاءُ وَرَحْمَتِیْ وَرَحْمَتُ
 كُلِّ شَیْءٍ لِّیْ عَزِیْمٌ (اعراف ۳۷) یعنی میرا عذاب تو صرف
 اسی کو ہوگا۔ جسے میں (عذاب کرنا) چاہوں۔ لیکن میری
 رحمت ہر شے پر پھیلی ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کے مدت عمر نہ سنجے یا بیماری یا اطفال
 و ناداری کو پیش کر کے کہے۔ کہ ایسے بہت سے اشخاص
 ہیں جنہوں نے عمر بھر میں خوشی کا دم کبھی لیا ہوگا۔
 تو میں اس کے جواب میں کہوں گا۔ کہ اس مثال کے پیش
 کرنے و اسکی اور اگر رنج و مصیبت میں نظر نہ کر کے ذرا
 کی ہی رہی راہ ہو۔ تو اس کی ہی نظر سے خدا بتائے
 کے افضال و انعامات غائب ہو گے۔

حَفِظْتُ شَیْئًا وَّ غَابَتْ عَنِّکَ اَشْیَاءُ
 یعنی تو نے ایک بات کو یاد کر لیا۔ اور بہت باتوں کو
 بھلا دیا۔ ایسا آدمی شک گذار نہیں ہو سکتا۔ اور

دلائل و برہان پر کھلی
 حدیث نبوی اور احادیث صحیحی

خدا بتو جانے کے انعام کو نہیں جان سکتا یہی لئے ہمارے ہادی برحق نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے۔ کہ تم اپنے سے حقیر تر آدمی کی طرف دیکھو تاکہ اپنی برتری کو سمجھ کر خدا کا شکر کر سکو۔ کہ ہم کو اس درجہ میں نہیں رکھا۔ اور تیز فرمایا۔ کہ جب کسی مبتلا کے مصیبت تو دیکھو تو کہو کہ خداوند قدوس تعالیٰ کا مستحق ہے جس نے مجھے اس بلا سے جس میں اس شخص کو مبتلا کیا ہے محفوظ رکھا ہے۔ محض دنیا میں کوئی متنفس آپ کو نہیں ملے گا جو خدا تعالیٰ کے کثیر انعامات مخصوص ہو لہذا نہ رکھتا ہو انسان کو غلطی لگتی ہے۔ تو اس سے کہ جو نعمت دوسرے کے پاس ہے۔ وہ مجھ کو بھی حاصل ہونی چاہئے۔ اور چونکہ وہ مجھ کو حاصل نہیں اس لئے مجھ پر خدا بتو جانے کا کوئی بھی انعام نہیں اور یہ باطل الہی منطق ہے۔ اس کا طے بھی کہ ہم کو طلب کا استحقاق نہیں۔ تو شکر کا یہ کیسی بہ اور اس نظر سے ہی کہ جب اس کی رحمت اس کے اپنے اختیار میں ہے تو تحقیق نعمت پر اصرار کرنے کے کیا مہنے بہ اور اس درجہ سے ہی کہ نعمت کی صورت صرف وہی نہیں۔ جیسے شاکل وغیر قانع شخص سے سمجھا۔ اور حال۔ بلکہ ان کا حصر انسان کے علم سے باہر ہے۔ اسی معنی میں فرمایا۔ **وَلَا تَحْسَبُ أَنَّ نِعْمَةَ اللَّهِ كَثِيرًا**۔ محض وہاں اور باہر ہے۔ یعنی اگر تم خدا کی نعمتوں کا شمار کرو۔ تو ان کا احاطہ نہیں کر سکو گے۔ پس دیکھنا۔ چاہئے کہ مجھ پر جس پر جسے خدا نے محض اپنی عطا سے یہ وجود بخشا۔ اور اتنی عمر تک ہدایت دیکھ میری لغالت اور غربت کی۔ کوئی انعام ہے یا نہیں قطع نظر اس سے کہ کسی اور کو کیا انعام بخشا۔ اسے کچھ کیا دیا۔ یہاں مقابلے کا سوال نہیں۔ بلکہ وجود نعمت کا سوال ہے۔ اسی اس کے فرمایا۔ **وَلَا تَحْسَبُ أَنَّ نِعْمَةَ اللَّهِ كَثِيرًا**۔ **بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَفِيسٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ**۔ **وَاللَّذِينَ آمَنُوا كَانُوا عَلَىٰ نِعْمَةٍ مِّن رَّبِّهِمْ**۔ ان کا حصر اور

عورتوں نے جیسے عمل کئے ہوں۔ انکو ثواب میں سے ان کا حصہ۔ اور تم دہر وقت اللہ سے اس کا فضل مانگتے ہو۔ بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ یعنی ہر ایک کو اس کے مناسب عطا کرے گا۔ اب یہ تیسری صفت حکیم کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور اسی کے ضمن میں آپ کے سوال کا اصلی جواب بھی آ جاویگا۔ کہ دنیا میں اختلاف حالات کی اصلی وجہ کیا ہے؟ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ حکمت کہتے ہیں کہی فعل کو مقتضائے مصلحت سے کر کے کو دنیا کا اختلاف حالات بہت بہاری حکمت پر مبنی ہے اور اسی سے سارا انتظام چل رہا ہے۔ در نہ بادشاہی اور مائتھی کی نسبت قائم نہ رہے۔ دنیا کے سب کام کا رجحان حالت سکون میں ٹھہرتے رہیں۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے مذہبی نظر کو بند کر کے اور سابق خیالات سے الگ ہو کر اس بات کو سوچیں۔ کہ اگر خدا بتو جانے کے انعام ہر فرد بشر پر سادگی اور برہمیت ہوتے جیسا کہ ایک ناشکر گذران خیال کرنا ہے۔ تو دنیا کے بڑے بڑے کارخانے جن میں ہزاروں آدمی کام کرتے ہیں۔ کیسے چلتے اور کیوں بنتے۔ کیونکہ بوجہ سادگی انعام پانے سب برابر ہوتے۔ اور فرود کوئی نہ ہوتا۔ اب ذرا اس سے ہی اور نظر کریں کہ دنیاوی ترقی میں سب سے بڑی ترقی صاحب نعمت ہونا ہے۔ اگر سادگی نعمتیں ملتیں۔ تو سب بادشاہ ہوتے۔ بلکہ کوئی ہی نہ ہوتا۔ کیونکہ شاہی نسبت تو تب قائم ہو جب اس کے مقابلے میں کوئی رعیت ہی ہو لیکن جب سب کوئی یکساں حالت میں ہے۔ تو بادشاہ کون اور رعیت کون؟ صرف ان دو تصورات سے میں آپ کو یہ جتنا ناچاہتا ہوں۔ کہ کارخانہ دنیا کا انتظام جس کا نام فلاسفوں کی اصطلاح میں نظام وجودی ہے۔ بغیر اختلاف حالات کے قائم رہ نہیں سکتا پس خدا کے حکیم کی حکمت سے یہ چاہا۔ اور وہ بالکل مناسب ہے کہ نوع انسان کو ان نیت میں بھیجاں پیدا کر کے جو انما حیات اور حساب و متاع میں مختلف کر کے دنیا کے نظام کو اس وقت تک کہ اسے اس کا قیام و نظام منظور ہے قائم رکھے۔ اسی امر کے لئے قرآن مجید میں فرمایا ہے **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ**۔ انکو دلوایا ہے۔ ان کا حصر اور

وَمِنْ نِعْمَتِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ أَن يَرِيَّكُمْ فِي الْأَرْضِ وَيَكْفُرًا بِاللَّهِ عَدُوًّا وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ

بعض انعامات بعض خداوند تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ ان میں سے بعض کا درجہ بعض پر اس لئے سفایق کیا ہے۔ کہ یہ آپس میں لیکر دوسرے کو ماتحت بنا سکیں۔ پس اختلاف حالات خداوند تعالیٰ کا ایک ایسا حکیمانہ فعل ہے جسے انتظام دنیا کا سارا دار و مدار ہے۔ اس کا سبب سوائے خدا بتو جانے کے اس ارادے کے جو مینے ذکر کیا۔ کچھ اور قرار دینا انتظام دنیا کے اسرار کو نہ سمجھنا ہے۔ اور گناہوں کو اس کا سبب قرار دینا تو بہت ہی باطل ہے۔ خصوصاً پہلے جنم کے گناہوں کو بلکہ اس سے اوپر اس سے پیشتر کسی جنم کو اسنا ہی سراسر باطل ہے۔ کیونکہ دینیاتی باقی بچ گیا لکن کوئی

تذکرہ علمی نمبر ۱۰

ایاک والظن فان الظن الكذب الحدیث تقریباً دو تین ماہ سے وراثت محنونہ بالاک کے متعلق اخبار اباحدیت میں تذکرہ علیہ جاری ہے۔ اکثر علمائے اپنے خیالات ظاہر کر کے ناظرین کو غما و بل علم حضرت کو خصوصاً اس وقت متوجہ کیا ہے۔ ہضمون زیر بحث سے ہے۔ کہ فان الظن الكذب الحدیث میں حمل الکذب الجمل (جو فعل میں فعل الجوارح ہے) ظن (جو فعل قلبی ہے) پر کیونکہ صحیح ہوا۔ محققہ علماء کی تقریر میں اس بحث میں شایع ہوئی ہیں۔ اور سب سے اس اشکال کو رفع کرنے کے لئے موضوع قضیہ (ظن) کو تاویل کر کے مثل معمول قضیہ (الکذب الحدیث) کے افعال جوارح سے ثابت کر چکی کوشش کی ہے۔ یہ خیال میں یہاں موضوع قضیہ میں تاویل کرنے کی کوئی فرصت نہیں ہے۔ موضوع (ظن) فعل قلبی ہے۔ اور وہ بالکل اپنے اصلی معنی پر ہے۔ ہاں الف اور لام تعریف کے دخل ہوئے۔ اس کی نکاحوت دور ہو کر ایک خصوصیت پیدا ہو گئی ہے جس نے اس میں موضوع واقع ہونے کی صلاحیت پیدا کر دی ہے۔ ان ظن

قال الخوارزمی - مؤلف نام بخاری علم کی سوانح علمی پر مبنی

سے مراد مطلقاً نہیں سمجھنا گمان غالب ہے۔ بلکہ ان میں سے جو کچھ
 زبان آسانی ان بعض الظن اثم سے واضح کر دیا۔ اب اس سے
 شبہ کر کے کذب الحدیث جو افعال جوارح سے ہے۔ ظن پر
 جو افعال قلوب سے ہے۔ کیونکہ صحیح ہوا۔ کیونکہ عمل میں اتحاد
 موضوع و محمول یا لغات موضوع بصفات محمول ضروری
 ہے۔ اور صورت بلوغت عنہا میں بوجہ تغایر ظنیوں اتحاداً کھٹا
 ناممکن ہے۔ اس شبہ کا مدار دو باتوں پر ہے

۱۔ اس میں ظن کو کذب الحدیث فرمایا ہے جس سے
 معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظن ہی حدیث کی ایک قسم ہے۔ حالانکہ
 ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث ایسے خبر ہے۔ اور خبر مطلق
 زبان سے ہے۔ اور ظن کا اطلاق یا مصدر قلب سے
 یا مصدر کذب خبر کی صفت میں لینے خبر کا مطابق
 واقع کے ہونا صدق ہے۔ اور واقع کے مطابق ہونا کذب
 اور خبر فعل لسان ہے۔ لہذا ظن جو فعل قلب ہے متصف
 بصدق و کذب نہیں ہو سکتا۔

جواب علی حدیث معلوم مطلق ہے۔ اس کے دو
 فرد ہیں۔ حدیث النفس و حدیث اللسان۔ اور
 منحصر فی فرد واحد کرنا عطلی ہے۔ من یا علی خلاف
 خلیہ البیان نیز حدیث شریف میں ہے۔ ان اللہ
 تجاور عن امتی ما حدثت بہ النفس ہا ما لم تکلم
 او تعمل۔ اس حدیث سے یہ استنباط مقصود ہے
 کہ خطرات و وساوس قلبیہ (جو بلا شاک افعال قلبیہ
 کو حدیث النفس کہا گیا ہے۔

جواب شبہ نمبر ۲۔ صغریٰ مسلم ہے۔ لیکن کبرے
 میں کلام ہے۔ خیر ایک امر ضالی ہے۔ اس کا مبدی بتعبیر
 جوارح ہیں۔ جوارح اذی وقت میں واسطہ پڑتے ہیں جب
 خبر غریبہ کو دی جاوے۔ لیکن جب اپنے ہی جی کو سمجھایا جاوے
 یا دل ہی دل میں باتیں کی جاوے۔ اور وقت جوارح کا
 واسطہ نہیں رہتا۔ ایک موجد کے دل نے شہادت دی
 لا الہ الا اللہ کوئی شک نہیں۔ کہ یہ خبر قلبی صادق ہے
 دوسرے مشرک کے قلب نے کہا۔ ان عبادة الصنم
 ذبیحۃ الحجاة لا ریب۔ یہ خبر قلبی کاذب ہے۔
 حالانکہ جوارح سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ زید قائم ایک جملہ
 خبر ہے۔ جس طرح زبان سے ادا ہوئے کے بعد
 محتمل صدق و کذب ہے۔ اسی طرح ذہن میں بھی محتمل صدق

و کذب تھا۔ علیٰ ہذا کسی مصلح قوم کی کوششوں کو بنظر
 عداوت دیکھ کر اپنے ذہن میں یہ بدظنی کرنا کہ یہ شخص
 اپنی شہرت یا جاہ ظہری کی غرض سے یہ کوششیں کر رہا
 ہے۔ ان الظن الکذب الحدیث (ای الذی کذب
 احادیث العلی) کا مصداق ہے

خود اس ظن کو جوارح سے ظاہر کرے یا نہ کرے۔
 مثال ایک سربراہ سے الحدیث اور جوارح کا نام مناسب
 نہیں، ایک مختصر سے جلد میں ارشاد فرماتے تھے۔ کہ جو کلمہ
 ثناء و مدح اور امداد فیض علی ندس الحدیث ہر فرقت و
 جماعت کی انجمنوں و اولوں کے ثناء و جملوں میں دعو ہوا
 کرتے تھے۔ اور جماعت الحدیث میں کوئی انجمن ایسی نہ
 تھی جس کے سالانہ یا سہ ماہی جلسوں میں مولوی ثناء و مدح
 کو دوسرے فرقوں کے عوام یا خواص کو دعوت دینے کا موقع
 ملتا۔ گویا مولوی ثناء و مدح کی مثال اس وقت ایک باجمہ ذمہ
 عورت کی سی تھی کہ دوسروں کے عقیدوں اور دعووں میں
 تو شریک ہوتی ہے۔ مگر وہ اپنی کسی تقریب میں دوسروں
 کو نہیں بلا سکتی۔ اسی نظام کے ملنے کے خیال سے مولوی
 ثناء و مدح کا نفس الحدیث کی بنا گئی تاکہ ان کے سالانہ
 جلسہ میں دوسرے لوگوں کو دعوت کریں جس میں اولوں کا مقصود
 اصلی ہے۔ کہ مثل میلہ کے مختلف شہروں میں رسوم و عوام
 سالانہ جلسہ ہو جایا کرے۔ اور انہیں اشاعت و ترویج
 سنت سے غرض ہے۔ نہ ترقی جماعت الحدیث کی منظور

بیشال ہی ان الظن الکذب الحدیث کا مصداق ہے
 یہ ظن جس وقت سے ظان کے قلب میں جاگزیں ہوا۔ اسی
 وقت سے کذب الحدیث کا مصداق تھا۔ زبان سے ادا
 کرنے کو اس میں دخل نہیں

اس مقام پر بظاہر ایک شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کا
 دفع کرنا ہی ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب ظن کے ادراک کذب
 الحدیث کا اطلاق ہوا۔ تو ظن سے (دو ٹکڑی کا گناہ بھی عائد
 ہوگا۔ اور ظان لعنة اللہ علی الکاذبین کا مستحق ہوگا۔

اس میں خیال میں۔ بیگمانی نہیں۔ بلکہ حسن ظن ہے۔ کیونکہ
 اس مثال کا مطلب میں سمجھا ہوں (اس قابل کے خیال میں)
 مولوی ثناء و مدح کی وجہ سے جماعت الحدیث بے اولاد سے
 صاحب اولاد ہو گئی۔ انھوں نے (ادب)

حالانکہ افعال قلب سے تا وقتیکہ جوارح سے اولوں کا صدق
 نہ ہو۔ مواخذہ نہیں ہے

حدیث شریف میں وارد ہے۔ ومن ہم لبسیتہ قلم
 تکتب لہ شیئاً فان عملہا کتبا لہ مسیۃ
 جواب۔ بے شک بعض افعال قلوب پر مواخذہ ہوتا ہے
 کئی وجہ نہیں کہ افعال قلوب پر مواخذہ ہوتی ہے، تو مواخذہ
 نہ ہو۔ اور افعال جوارح پر مواخذہ ہوتی ہے، مواخذہ ہو۔

دیکھئے مدار ایمان یقین قلبی پر ہے۔ اگر کسی کے دل میں دعوت
 یا ربوبیت یا حقانیت اسلام وغیرہا میں شک ہو۔ تو اس کی
 تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ کبر و بڑبڑ و سوسائے
 کا تعلق قلب سے ہے، پر مواخذہ ہونا ظہر من الشمس ہے
 علانہ اس کے فرمان والا نشان ان اللہ لا ینظر الی
 صور کبر و اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم
 رواۃ مسلم موجود ہے۔ اور سب سے قوی دلیل یہ ہے۔ کہ
 حکم الحاکمین نے خودی فیصد کر دیا ہے۔ اجتناب اکثریوا من
 الظن ان بعض الظن اثم۔ اس آیت شریفہ میں نفس ظن
 (جو فعل قلب ہے) پر محال اثم کا بالمواظاة ہوا ہے۔ اس سے
 یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث فان الظن الکذب الحدیث
 میں آیت ہی کا معنی واضح کیا گیا ہے۔ اور حدیثوں سے
 سمجھا جاتا ہے۔ کہ افعال قلوب پر مواخذہ نہیں۔ وہ صریح
 کی ہیں۔

۱۔ وہ جن میں ارادہ فعل کا ذکر ہے۔ جیسے حدیث میں ہر
 لبسیتہ قلم تکتب لہ شیئاً الخ و مثل ذلك
 ۲۔ وہ جن میں خطرات کا ذکر ہے۔ جیسے حدیث ان اللہ
 تجاور عن امتی ما حدثت بہ النفس ہا ما لم تکلم
 او تعمل۔ جواب نمبر ۱۔ ارادہ گناہ معصیت لذاتہ نہیں۔ اصل گناہ
 وہ فعل ہے جو ارادہ سے سرزد ہوتا ہے۔ لہذا ارادہ پر
 مواخذہ نہیں ہے۔ بخلاف ظن (بیگمانی) کے کہ وہ معصیت
 لذاتہ ہے نہ غیرہ لکما قال اللہ تعالیٰ ان بعض الظن
 اثم

جواب نمبر ۲۔ خطرات قلبیہ افعال اختیار قلب نہیں بلکہ
 یا تو توہمات قوت و اہم ہیں۔ یا مکار شیطانیہ اسی واسطے
 ایسے خطرات کے هجوم کے وقت نعوذ کا حکم ہے۔ لکما هو
 مصرح فی بعض الاحادیث۔ سمکات ظن کے کہ افعال
 اختیار قلب سے ہے۔ اسی واسطے ان کو عموماً

اختیار قلب سے ہے۔ اسی واسطے ان کو عموماً

و دلیل الخوف ان۔ بجواب اہل قرآن موعود صبراً و صفاً و انواراً و اسی اہل قرآن حضرت ۲

السلامی کتاب - ویڈیو قرآن کے اہم ترین مسلمان اور آریہ عالموں کی دلچسپ بحث پر ایگزٹ

دہل ایمان کو خصوصاً حکم ناکیدی ہے کہ وہ بدگمانی سے دور رہیں۔ اور اپنے قلب کو ایسے افعال کی طرف سے باز رہنے پر مجبور کر لیں۔

هذا تلخیص ما عندی وفي المقام مباحث کثیرة مخالفة التطویل لا یردتها الله اعلم وعلماہ اتم میں نے عربی عبارتوں کا ترجمہ اسوجہ سے نہیں کیا کہ یہ مذکرہ البیان نہیں ہے جس سے عوام کو دلچسپی ہو۔ حررہ الزجری رحمۃ ربہ القوی ضلیل المرغمن المہواروی العظیمی علیہ المیرانی کے نامہ نگار ہر غیر اردو عبارت کا اردو میں ترجمہ کیا کریں۔ کہہ کر کہ اجبار کی زبان اسنو ہے۔ (الڈیٹر) اس مفکرہ کے متعلق تین مضمون اور ہیں وہ درج کر کے اسکو بند کیا جاوے گا۔ بحث کافی ہو چکی ہے۔ (الڈیٹر)

مواظبت کرنا وظائف ماورہ پر شتہ ہے اللہ کے

قرب کا
اہل بصیرت نے جان لیا ہے کہ نجات کی صورت بدولت اللہ سے ملنے کے نہیں ہوتی ہے۔ اور بلقا اللہ سے بغیر ملا کے نہیں ہو سکتا ہے۔
بے نوائے خود میسر نیست دیدار شما
میسر و شد خویش را اول فریاد شما
اور سلطنتی راہ سوائے اس کے کوئی نہیں ہے۔ کہ بندہ اللہ کا محب اور عارف ہو۔ اور اسی حال پر مر جاتے۔ اور نسبت و محبت بدولت لکر محبوب کے میسر نہیں ہوتی ہے۔ اور معرفت اللہ کی ذات و صفات و افعال کے پھر موجود بھی نہیں ہے۔ معی الاکل بشی ما خلاہ اللہ باطل یعنی اللہ کا نام سچا چھوٹا ہے سب جستن۔ دوم ذکر و فکر تبہ ہی میسر ہوتا ہے۔ کہ دنیا اور دنیا کے شہوات اور لذات کو رخصت کر دے۔ اور اس مقدار زاد سے جو کہ زندگی کے لئے ضروری نہیں ہے۔ علیحدہ ہو جاتے۔
کار دنیا کسے تمام نہ کر د
ہر چہ گیرید مختصر گیرید
اور یہ سب باتیں اس وقت ہوتی ہیں کہ آدمی اپنی

ذات دن کی تمام اوقات کو ذکر و فکر میں دو بار رکھے۔ لیکن نفس کی سرشت یہ ہے۔ کہ وہ ایک طرح کے ذکر و فکر کرنے سے تھک جاتا ہے۔ اور ایک طرز پر صبر نہیں کرتا بلکہ نصیب علی طعام و اجلیہ۔ اور اللہ نہیں تھکتا ہے۔ جب تک کہ بندہ ڈھکے۔ اس لئے اس جبلت نفس کی ہی رعایت ضروری ہے۔ کہ ہر وقت میں ایک نئے ڈھنگ کا وظیفہ اس کے لئے چاہئے تاکہ اس تبدیل ذائقہ سے اسکی لذت بڑھے۔ اور رغبت زیادہ ہو۔ اور دوام رغبت کی وجہ سے وہ ہمیشہ اس وظیفہ پر جم رہا ہے۔ اس لئے تقسیم وظائف کی مختلف طور پر کی گئی ہے۔ ذکر و فکر کا تمام اوقات یا اکثر اوقات کو حادی ہونا چاہئے۔ کیونکہ نفس اپنی طبیعت سے طرف لذات دنیا کے جھکتا ہے۔ اگر نصف وقت دنیا کی بریات و امور مباحہ کی خوشیوں میں صرف ہو گا اور نصف وقت عبادت میں آجرا بری دونوں قوتوں کی باقی نہ رہے گی۔ کہ نصف اقل کہ سبیل طبع کی وجہ سے ترجیح ہوگی۔ مگر دیر کی جہت سے دونوں وقت برابر ہیں۔ دل دنیا کی تلاش میں غریب عبادت و محروم ہوتا ہے۔ اور عبادت کی طرف دل کا پھرنا بناوٹ اور بڑھتی سے ہوتا ہے۔ لہذا عبادت میں دل کا اخصا ص حضور کی میسر آ جاتا ہے۔ اور کہہ ہی نہیں آسے جو شخص کہ جنت میں بے حساب جانا چاہے۔ اسکو ضرور ہے۔ کہ وہ اپنے سارے اوقات طاعت و عبادت میں لگائے رکھے۔ اور جو کوئی اپنی حسرت کا پلہ بھاری رکھنا چاہے۔ وہ اپنے اکر اوقات اسی طاعت و عبادت میں بسر کرے۔ اور جو شخص الیہ کہہ کچھ اچھے کام کر رہا ہے۔ اور کچھ بڑے۔ تو اسکا معاملہ خطرناک ہے۔ چونکہ اللہ کے رحم سے ناامیدی نہیں ہے۔ بلکہ معافی کی توقع لگی ہے۔ خلط و اعوجاج ضالحا و آخر سیا عسی اللہ ان یتوب علیہم
ذات دن کے اوقات کو ذکر و فکر میں لگائے رکھنا اور بصیرت سے دیکھنے والوں کو تو منکشف ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر جسکو بصیرت نہیں ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ نے خطاب ہے۔ کہ عمل خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر لڑا ایمان سے خیال کرے کہ ان خطایات سے کیا بات نکلتی ہے۔ حالانکہ حضرت سب بندوں سے زیادہ تر قرب و منزلت میں رکھے۔

جیسے یہ خطاب انکالت فی الجہاد و سبھا طویلہ اور فرمایا۔ فاذا کس انہم ذیات بلوۃ و اصیلا من الکیل فتدھجک بہ۔ پھر یہ سوچو۔ کہ جو بندے اللہ کے کامیاب ہیں۔ اللہ جل شانہ ان کی کیا صفت بیان کی ہے۔ تتعافی اجوی بہم عن المضاجع یتدعون ذنوبہم خوفا و طمعا والذین ینکثون لریبہم فتصل و یکیاما کالنی قلیلا من الیل ما یھیج عروق کما لا سھار ھو یتفقرون اس جگہ اس لوح کی آیتیں بہت ہیں۔ پس ان سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کا راستہ اوقات کی نگرانی اور لگاؤ وظائف سے معمور رکھنا ہے۔ یہ غافل ز احتیاج نفس یک نفس مباشر شاید ہمیں نفس۔ نفس واپس بود
راقم محمد ابراہیم پوسین جیدار پشخوار از داروہ ملک براء

کس کی تقلید کی جاوے

زیچس کے تمام اعمال احاطہ تقلید کے اندر ہیں وہ ایک لائق متشی اور معنی ایما ذاروں کا حلیہ رکھتا ہے۔ اور دینی تعلیم میں صرف قرآن شریف با ترجمہ جانا البتہ صوم و صلوة وغیرہ کے سال میں چھاواقت بہت فقہ حنفی کی چند کتابیں پڑھا ہوا ہے۔ بال بچے دار ہے۔ عمر والدش کو بزم ہے۔ کہ وہ غیر مقلد ہے۔ زید اگرچہ مقلد ہے لیکن استقامت ان اولیا کے کرام سے جو فوت شدہ یا نظر سے غائب ہوں کو فرشتہ سمجھتا ہے۔ اسقاط منجہ اس علاقہ میں بعد از نماز جنازہ طالب علم مولوی۔ مساکین ایک کچھ گول دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ایک گھڑی میں سیوہ۔ شہرینی اور بیسے اور ایک یا متعدد قرآن شریف با ترجمہ کو ہلی میت دائرہ میں اس گھڑی کو میت کی اسقاط میں امام محلہ کو بخش دیتا ہے۔ اور امام صاحب منظور کر کے اپنی دائیں جانب کے آدمی کو بخشے ہیں اور ملک کر دیتے ہیں۔ وہ اسی طرح دوسرے اور دوسرا تیس کو علی ہذا لقیان میں من کتاب اللہ کے وہ گھڑی دائرہ میں تین چکر لگاتی ہے۔ بعد ازاں قرآن شریف خواہ ایک ہو خواہ دیاوہ۔ امام خود کے لیے ہیں۔ اور گھڑی کسی شہرینی

اور چند روپے اپنی حبیب میں ڈال کر وہی میت کی جائزت دیتے ہیں۔ وہ باقی ماندہ اسقاط کو حاضرین مساکین پر تقسیم کر دیوے (بیجا۔ مساکین۔ چہلم۔ اور گیارہویں عرس وغیرہ رسومات کو بدعت جانتا ہے۔ اور پچھو قسم باقی رسومات میں بعض کو بدعت بعض کو حرام اور بعض کو کفر و شرک بیان کیا کرتا ہے۔ اس پر لیا اذقات باپ بیٹے کا تکرار ہو جاتا ہے۔ اس شہر کے قاضی صاحب جو اپنے نفس پر سے دوزخ کی آگ حرام کرنے کی خاطر اسی محرم میں پاک پٹن کے آستانہ سے گزر کر حال میں وہیں تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے لنگر کی مدنی کا ٹکڑہ جس سے ان کے نزدیک کھانے سے عقیدہ صحت ہوتا ہے (مگر کے گھر بھیجا۔ زید کی والدہ نے تبرک جان کر اس میں بقدر حصہ زید کو دیکر کہا بیٹا فلاں خالقاہ کا خود وہ سے بسم اللہ کر کے کھائے۔ زید نے جواب دیا کہ اس کے کھانے میں کوئی ثواب نہیں میں نہیں کھاتا۔ اس پر عمر کو غصہ آیا۔ اور زید کو گالیاں دینی شروع لیں۔ زید باہر نکل گیا۔ اور محرم کی بابت کو جب زید گھر میں داخل ہوا۔ تو عمر نے اسقاط مردہ اور عرس اور خودہ مذکورہ اور استغانت وغیرہ پر بحث پھیر کر زید کو مار پھینک شروع کی۔ اس وقت کا نظارہ عجیب تھا۔ زید کہتا تھا کہ میں متکلم ہوں۔ اور عمل امور استغانت پر خارج از تقلید ہے۔ مگر زید کو جائز نہیں کہوں گا۔ عمر اس کو ڈاڑھی سے پکڑ کر گھسیٹتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ تو منافق اور شیطان اور مرتد و بدعتی ہے۔ تقلید میں یہ سب باتیں داخل ہیں۔ زید نظام کی بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے اس ظلم کو دیکھ رہے تھے۔ دو گھنٹہ کامل زید کی یہ حالت تھی۔ کہ کہی تو سر لٹکتا۔ سونٹا چلنا تھا۔ اور کبھی ڈاڑھی سے پکڑ کر گھسیٹا جاتا تھا۔ قریب آٹھواں حصہ بال ڈاڑھی کے اٹھ گئے۔ بالوں کی گھینچا تائی سے غنچب اور ٹھوڈی غریب کی سو جھگٹی۔ آخر کار وہی قاضی صاحب موصوفت پاک پٹن کے حاجی شہر کے امام مسجد شور و بکا رہے تشریف لائے۔ پر وہ کیا گیا۔ مولوی صاحب اندر آ کر رون افرور ہوئے زید کا خیال تھا۔ کہ مولوی صاحب ایسے خاصے فقہر ہیں۔ مہدی کے منصفی کر کے بچے اس ظلم سے نجات

دینگے۔ لیکن انہوں مولوی صاحب نے پچھتے ہی پیسے جو الفاظ کہے۔ وہ یہ ہیں کہ زید یا تو لاندہب۔ اور بیسین۔ اور غیر مقلد بن گیا ہے۔ اور اور سنی ضعیف بے سند حدیثیں پڑھنے سے تیرا ایمان خراب ہو گیا اگر تو سلک کی کتابیں پڑھتا۔ تو اس طرح لاندہب نہ ہوتا تیرا یہی علاج ہے۔ اور پھر بیٹھ کر اسقاط مردہ اور عرس وغیرہ رسومات پر دلائل بیان کرنے شروع کئے۔

اسقاط مردہ کو حیلہ بنا کر ایوب علیہ السلام کے حیلہ پر قیاس کیا۔ اور عرس کو بارہ دفات کے مانچے میں ڈال کر محبت اولیاء اللہ پر مبنی ٹھہرایا۔ صحیح سونے کا ثبوت درود نماز ایھا النبی رحمة اللہ وبرکاتہ سے پیدا کر کے اولیاء اللہ کو بتائے کہ انہوں نے حاجت گل شکلات دور دور سے پکارنا جائز قرار دیا۔ جنہی ہوں تو ایسے سے

مگر ہمیں مکتب است و اس بنا کا۔ طفال تمام خواہ شد

مولوی صاحب کی تقریر پر زید نے صرف اتنا کہا کہ مولوی صاحب! میں نے تامل کوئی کتاب حدیث پاک کی کا نہیں پڑھی۔ البتہ ادھر ادھر سے سنی سنائی حدیثیں چند ایک یاد ہیں۔ اور اس وقت میں نے کوئی حدیث اپنے قول کے ثبوت میں پیش نہیں کی۔ البتہ میں مدعی تقلید ہو کر کہتا ہوں کہ امور استغانت پر عمل کرنا خارج از تقلید ہے اور آپ تو مقلد ہیں۔ ان باتوں کے ثبوت میں آپ کو چاہئے تھا۔ کہ قبل امام اعظم سے پیش کرتے۔ نہ کہ خود اجتہاد کرنے بیٹھ جاتے ہو۔ یہ جواب بھی مگر گستاخانہ معلوم ہوا۔ مولوی صاحب نے آئیں باتیں شانیں کر کے زید کو غیر مقلد ہی ٹھہرایا۔ اور تشریف لے گئے۔ دوسرے دن زید کی ڈاڑھی پھر عمر نے ٹھوڈی بہت اٹھائی اب زید حیران ہے کیا ایک تو وہ فلا نقل لکھا آتے کہ لکھا تھا کہ کے زید جمیل بار پٹن میں سر ادھی نہیں کر سکتا۔ دوم وہ اگر امور استغانت میں والد کا اتباع نہ کرے۔ تو والد اسکو عاق کرتا ہے۔ اور بد دعائیں دیتا ہے سوئم اگر ان کو جائز جان کر ان پر عامل ہو جائے۔ تو وہ حیران ہے۔ کہ اب کس کی

تقلید کی جائے

اسی سے کہ آپ زید یو اخبار المحدث زید کی تسلی تشریح کرنے کے علاوہ اسی راویں گے جس پر عمل کرنا سے وہ معلوم قدرے آرام پادے گا۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

(خود یاد ۳۵۵ از ایبٹ آباد)

اوپر۔ صورت مرقومہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا حکم ہے جس طرح انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے بڑاؤ کیا تھا۔ اسی طرح شخص مذکور کرے۔ یعنی باپ اور دیگر اقربا کی رسوم شکر یہ میں شریک نہ ہو مگر ادب اور ادائے حقوق کا ہمیشہ خیال رکھے۔ خدا مدد کرے گا انشاء اللہ۔ باقی رہی اس بابت کی تحقیق کہ یہ رسومات مردہ جنہی مذہب میں ہیں یا نہیں۔ رسومات کا طریق ہمان ہے۔ فقہ کی کسی معتبر کتاب کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ اگر اس میں یہ رسوم ملجاویں۔ تو سمجھیں کہ جنہی مذہب میں داخل ہیں۔ نہ لیں تو خارج۔ پس اور زیادہ کرید کرے کی کیا حاجت ہے

قریبانی امور وغیرہ (المحدث) اس کو تریں ہرن کی قریبانی کے متعلق ایک سوال نظر آیا تھا۔ حدیث شریف سے تو یہ ثابت نہیں۔ بلکہ محدثین کہتے ہیں کہ اونٹ لگنے۔ بکری کے مسواہ قریبانی ناجائز ہونے پر اجتماع ہو چکا ہے۔ مگر امام حسن بن علی سے ہرن کی قریبانی آئی ہے۔ یہ حضرت اگر آج ہوتے تو شہ زور خرقی اجماع کے جرم میں کوئی نہ کوئی فتوے لے بیٹھے ہوتے مگر خدا بھلا کرے۔ اگلے سال کے امت کا کسی سے کچھ ان کے حق سخن معلوم نہیں ہے

(۱) حضرت ہمارے رفیق خود آنحضرت کے ہمراہ گھوڑوں کی قریبانی کرنے کا ذکر ہی ملتا ہے۔ اور (۲) ابوہریرہؓ جیسے جلیل القدر صحابی سے مرغابی کرنا ایسا ہے۔ دیکھئے سب السلام ج ۲ صفحہ ۱۰۰ اور تلخیص ج ۲ صفحہ ۳۰۰ میں حافظ ابن حجر سے تحریر کیا امام سہیلی کا حال دیکھئے

الوداد محمد عبداللہ از بہاولپور

بہاولپور - بہاولپور

انتخاب الخید

جنگ کی بابت اتنا یقینی ہے کہ ہر طرف جاری ہے تفصیل عنہما شد۔

جھڑن افسر جو ترکی فوج میں تھے بنام مسلمان ہو کر سجدوں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ ادن کے بٹوں پر کلمہ شریف لالہ ایا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اور مصر کے ملک کو انگریزی گورنمنٹ نے الحاق کر کے اپنا ایک صوبہ قرار دے لیا ہے۔

پول پگورہ باری کی۔ اسل پول میں ایک گولڈ گیس کے ذخیرہ پر پڑا جو پھس کر مشتعل ہو گیا۔

پول پول میں ۵۵ شہری آدمی ہلاک اور ۱۵ زخمی ہوئے۔

سکا ربرو میں ۱۹ ہلاک اور ۲ زخمی ہسپتال میں بیٹھے ہیں۔

وٹھیلٹی میں دو ہلاک اور ۲ زخمی ہوئے۔ حکم کی جنگ گلستان نے اعلان کیا ہے کہ ہارل پول کے تو بجانے دشمن کے جہازوں کو نقصان پہنچایا جو من سلسلہ تجارتی جہاز کاربونٹ جزیرہ گوام میں غیر مسلح کر دیا گیا ہے۔

ایک انگریزی ابدوز کشتی نے دو انیال میں داخل ہو کر ترکی جنگی جہاز مسعودیہ پر تار پڑھ پھینک کر کتے بھڑک دیا۔

مسعودیہ کے آدی کشتیوں پر سوار ہو کر بچ گئے۔ ۱۴- دسبر کو انگریزی بیڑے نے دو انیال پر گولہ باری کی۔

وٹھیلٹی (اٹلی) کی خیر ہے کہ آسٹریا کی دو تباہ کن کشتیاں اور سرنگوں سے ٹکرا کر غرق ہو گئیں۔

روس کی سرکاری اطلاع منظر ہے گذشتہ سبنگ بھرہ بانگ میں جرمن جنگی جہاز ٹریدک کا مل غرق کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے ہم آہمی ہلاک ہو گئے تھے۔

پیرس کی سرکاری اطلاع سے پایا گیا ہے کہ برطانوی

بیڑے کے ویسٹڈ (دو قبیلہ) پر جو جرمنوں کے قبضہ میں ہے۔ گولہ باری کی۔

جرمن فیلڈ مارشل وان ڈر گوٹنبرگ نے جواب برسلاوا تو بلجیم کا حکم ہے ایک علاقہ کے دوران میں کہا۔ کہ جرمنی ایک سال تک جنگ جاری رکھنے کے تیار ہے۔

انور پاشا علاقہ قفقاز کو قات ہیں ترکی سپاہ کی کمان بر گئے ہیں۔ متحدہ افواج۔ فرانس اور بلجیم میں برادر چھیدی کر رہی ہیں۔

سر وی فوج پھر اپنے پایہ تخت بلغراد میں داخل ہو گئی ہے۔

سر وی کا بادشاہ بلغراد میں مع اپنے شاہزادوں کے فوجی شان دشوکت سے دہاں ہوا۔

سر وی اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ سر ویوں کو پاس ساتھ ہزار مشردی آ رہیں۔ اور کسی علاقہ آب اسٹریٹ سپاہ سے صاف ہو گیا ہے۔

سر وی میں اسٹری سپاہ کی شکست پر ہنگری اور آسٹریا میں بڑھی کھٹے نامہ پلا ہو گئے ہیں۔

اٹل سنگری جرمن فوجوں کو ہر شکست کا باعث قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی برکت کے سردیہ سے تین اسٹری لشکر منگوائے تھے۔ اور اس طرح سردیہ میں اسٹری فوجوں کی کسی بھی شکست کا باعث ہوئی۔

اسٹریٹوم کا نام منظر ہے۔ کہ متحدہ سپاہ کے ہوا بانوں نے پھر مقام فری برگ پر گئے پھینکے۔

سختار صحت اور صوفیہ میں جرمن گمانتے دو انیوں اور بلغاریوں کو اپنی حمایت کے لئے بھلنے میں مصروف ہیں۔

احتمار ڈیلی میل لندن کا نامہ نگار قاہرہ مصر لکھتا ہے کہ انگریزوں سے لڑنے پر عرب سپاہی رضامند نہیں ہیں۔

اخیار ٹائمنز لندن کا نامہ نگار دار سلطنت روس سے لکھتا ہے کہ ارض کے باشندے جنگ کے سخت خلاف ہیں۔

گورنمنٹ بلجیم کو معلوم ہوا ہے کہ جرمنوں نے بلجیم کی براؤنشل کونسلوں کو حکم دیا ہے کہ ڈیڑھ گولہ پوزیشن ماہان جنگ کی ادائیگی کا انتظام کریں۔

جرمن اخبارات لکھتے ہیں کہ سپوٹ کوٹ (پولینڈ) کی جنگ میں ڈاکٹر وان بھمن ہالوک وزیر عظیم جرمنی کا جیسا سخت مجروح ہو کر کسی فوج کے ہاتھ لگا ہوا ہے۔

جرمن سپہ سالار عظیم وان مولکے کی بجائے جنرل وان فاکن ٹھہرے مقرر ہوئے۔

جنرل وان مولکے اٹلی اس قدر تندرست نہیں ہوا۔ کہ میدان جنگ میں جاسکے۔

لوٹز کے سوکوں میں روسیوں کا ۲۰ ہزار آدمیوں کا نقصان ہوا ہے۔

روسیوں نے پولینڈ میں پھر اپنی حالت کو درست کر لیا ہے۔ اور وہ اپنے مورچوں کو درست کر کے جرمن حملوں کو پسپا کر رہے ہیں۔

کراگو کے جنوب میں سمیت لڑائی ہو رہی ہے روسیوں کی اطلاع سے منکشف ہوتا ہے کہ جرمن و سچو لائی سپاہ کو مزید ککس پہنچا ہے ہیں تاکہ واکس کو فوج کر لیں۔

روسیوں کی مسامت منظر ہے۔ کہ جرمن علاقہ لادوا میں سرحد کی طرف پسپا کر دتے گئے۔ دریائے وچول کے پاس کنارے پر جرمنی کے سمت حملوں سے کسی اس قدر تیجھے ہٹنے پر مجبور ہوئے۔

بنگال میں ٹو کمیٹیاں۔ کلکتہ اور ممبئی کی خبر سے ہے کہ دو اہم کمیٹیوں کی خبر کی ہے جن میں سے ایک ضلع ہو گئی میں واقع ہوتی۔ اور دوسری کھلنے میں فوج میں آئی مددوں فارمولوں میں ڈاکوؤں نے زور دیا کہ استعمال کیا۔ اور بہت سال ہوا سپاہیوں کے ہٹا گیا۔

پھر اخبار لکھتا ہے کہ سنا ہے۔ دفتر اخبار ہندو لاہور اور یونین سلیم پریس کے ساتھ ہی فالص اخبار لاہور کے دفتر کی ہی رہ بندی کی گئی تھی۔

سنوز ہڈت ہری لال شرما اور لاکھ اخبار ہندو کے گھو کی تلاشی جاری ہے۔

سبر وار چندا سنگھ وکیل نابینا زور پور کو جیل گولہ پنجاب نے فہرست و کلاس سے خارج کر دیا ہے۔ وکیل کے خلاف سٹریٹ باسورہ ہمت کے مقدمہ میں مدد ملنی کیلئے۔

ایجو ریٹ امریکہ اور ایوریوں کا رڈ ہمت اور ہمت

کتاب خیر الاسلام تائید زینت الاسلام بخاری

ایک کم فہم بدعتی تالیف زینت الاسلام کا رد لکھا تھا۔ اس رد کی تردید میں یہ کتاب ۳۱۶ صفحات میں تقطیع ۲۹ x ۳۲ طبع ہوئی ہے قیمت قریب لاگت ۵ روپے ملاحظہ فرمائیں۔ رعایت مرد و عورت کے لیے قلع کیا گیا ہے۔ شاہین سب نبوی پر ذیل کے طبع فرمادیا۔

خدا از سر صلیح حصار

سفاخانہ یونان کو جو الوالہ کے جہازات

کے لیے واقع جہازات و جہازات ان کے علاوہ کثرت جہازات دور ہو جاتی ہے کیفیت دفع اور سرعت کو دفع کر کے علاوہ مہنی کے بڑھانے اور گاڑھا کرنے کی ان سے بہتر کوئی دوائی نہیں قیمت ۵ روپے۔ اس کے استعمال سے ۱۵۰ مارین جو کہ جہاز کی بنا معتاد ہیں سے بچا ہوتے ہیں۔ ۱۲۰ مارین کے اندر ہو جاتے ہیں۔ اور عضو مخصوص اہلی حال ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے فریج دلازی اور قوت مہنی سب دلخواہ حال ہو جاتی ہے قیمت ۵ روپے۔

شریت واقع لواء خونی

جو اس خون کے دفع کرنے میں اکبر و مجرب ہے فی اول ۱۲

سہ آسانی

یہ سہ آسانی تمام بیماریوں میں اکبر و مجرب ہے۔ پانی جانا۔ نزلہ المار کا ثوبت۔ جالار۔ کدورت۔ عصار یا حلیہ دیکھ آ جانا۔ لال ڈور سے پیدا ہوتا وغیرہ میں بخند تھانے حکمی ہے۔ قیمت ۵ روپے

فی قولہ ان عجباً اور وہ چشم کے ہمراہ مزاج طبع اور طبیعت کے حال بتلا کر کوئی نمائی دیا ہی خاص کر ناچاہتے۔ دو رنگ، سفاخانہ ہڈیوں میں جہازات کے اندر مرکب ہونے کا انتظام کیا گیا ہے۔

الوفاء وعبدالمدد سند یافتہ درک طبعی علی الکت داؤدی سفاخانہ بہت و لیور

تیرھویں صدی ہجری کے مجدد

یعنی حضرت مولانا سید احمد صاحب ہمدانی کے حالات و مکتوبات مرتبہ مولوی محمد حنیف صاحب تھانہ پور۔ سنت حضرت سرور کائنات حضرت امی مکتوبہ کے مکتوبات رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حسی زیارت نصیب ہوئی جن کو غیبی خواب میں ملتا ہے تاکہ تیرھویں صدی کے جانور حرام خذائے کھاتے تھے جب وہ لوہا پر علی خال دانی ٹونک کی فوج میں بطور سپاہی کام کرتے تھے۔ تو انگریزی سپہ سالار محمد علی صاحب کے ہمراہ دشمن کے دست میں آ گیا۔ سادہ جنگ سے تائب ہو گیا جن کے دشمن آپ کو قتل کرنے آتے تو ہر دو دست ہمت ہوتے جن کے مضام کو ہمیشہ غیبی حیرت لگتا جن کی حکایتیں عالم رویا میں خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت پا کر رخصت کر کے سوا جن کی دعوت سے دیا ہے شہادت اور کسبیاں تائب ہو کر نیکو کار ہو گئیں جو جمع ہو گئے۔ تو راستے میں انگریزوں نے ان کو ہمت دی۔ جن کی مخالفت سے بڑے بڑے ہوشیار مجنون ہو گئے جن کے ہاتھوں میں لالہ سید صاحب نے ہتھیار باندھے ہیں جو اس شخص سے بڑے بڑے حالات دکھاتے کئے ہوئے ہیں جو خود کی کتاب منگا کر ملاحظہ فرمادیں

قیمت ۵ روپے

درک طبعی علی الکت داؤدی سفاخانہ بہت و لیور

قیمت ۵ روپے

قیمت ۵ روپے

درک طبعی علی الکت داؤدی سفاخانہ بہت و لیور

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی قیمتیں

تخفیف رعایت

صحیح بخاری مترجم مناشدہ شہت پارہ ۱ قیمت ۵ روپے۔ رعایتی قیمت جلد کی جگہ با حلیہ پارہ اول صحیح مسلم مترجم مناشدہ۔ یہی اسی پارہ کی کتاب ہے۔ اصلی قیمت ۵ روپے رعایتی ۲۔

و بدالات ان منظوم مصنف مولوی عبدالحی صاحب کن موضع کلاس والا اصلی قیمت ۱۰ روپے رعایتی ۵۔ پس اب مسلمانوں کو مناسب ہے کہ فوراً درخواستیں بھیج کر کتابیں منگوائیں۔ کتابیں بذریعہ وی پی پیکٹ ارسال ہونگی۔ محصول ٹیکس وغیرہ ہر حالت میں بندہ فریاد ہوگا۔

المشہد

محمد عبدالرحمن باجران کتب دینیہ شہر

فیروز پور دروازہ ملتانی

الاضاف فی حق الاضاف رحمت کے حباب میں قیمت ۳

البرکات العجایب۔ نادر خلعت کے ثبوت میں از مولانا بشیر احمد سہبوانی

ایک کتاب لکھی ہے جس میں عمر کے روئے ریل بلور لوز اس کتاب میں فارسی میں الفاتحہ کے معانی اور ان کی انگریزی شرح ہے۔ سکولوں اور خانہ کتبہ طالب علموں کے لیے بہت مفید ہے۔

قیمت ۵ روپے

درک طبعی علی الکت داؤدی سفاخانہ بہت و لیور